مولوی عبدالحق

مولوی عبدالحق ۱۸۷۰ء میں ہاپڑ ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ علی حسن پنجاب میں ملازم تھے۔ اسی لئے ان کا بچپن اور لڑکپن فیروز پور میں بسر ہوا۔ مڈل پاس کرنے کے بعد علی گڑھ میں داخلہ لیا۔ وہیں سے ۱۸۹۴ء میں بی۔اے پاس کیا۔

مولوی عبدالحق کو سرسید، حالی اور محسن الملک جیسے بزرگوں سے دلی عقیدت تھی۔ بی۔اے پاس کرنے کے بعد بمبئی چلے گئے۔ اور وہاں سے حیدرآباد منتقل ہوگئے۔ جہاں مدرسہ آصفیہ کے صدر مقرر ہوئے۔ پھر ہوم سیکرٹری کے محکمہ میں مترجم کے فرائض انجام دینے لگے۔ یہاں ایک عرصہ تک کام کیا۔ ۱۹۱۲ء میں وہ اورنگ آباد میں انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ اسی سال ایجوکیشنل کانفرنس علی گڑھ میں انہیں شعبہ ترقی اُردو کا سیکرٹری چُن لیا گیا۔

جامعہ عثمانیہ کی بنیاد کا سہرا انہی کے سر پر ہے۔ یہ مولانا کی کوششوں کا بڑا میٹھا ثمر تھا۔ ۱۹۱۶ء میں اورنگ آباد عثمانیہ کالج کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک سرکاری سروس میں رہے۔ ۱۹۳۵ء میں پنشن لے لی۔

تقسیمِ برصغیر کے بعد ۱۹۴۹ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور یہاں آکر مرتے دم تک اُردو زبان و ادب کے فروغ کے لئے کوشاں رہے۔ ان کی اَن تھک کوششیں اَن گنت ہیں۔ اور یہ داستان بہت طویل ہے جسے سمیٹنا بھی چاہو تو پھیلتی چلی جائے گی۔ تقریباً نصف صدی تک اُردو زبان کی خدمت کرنے والا یہ بلبل ہندوستان ۱۹۶۱ء کو ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگیا۔

نام دیو...... مالی

(مولوی عبدالحق)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو محنت کی عظمت سے روشناس کروانا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو دی گئی صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔
۳۔ طلبہ کو مولوی عبدالحق کے اسلوب نثر سے آگاہ کرنا۔

مشکل الفاظ: اپج ، باولی ، تھانولا ، تفویض ، جھلڑ ، ٹانکا

نام دیو مقبرہ رابعہ دورانی اورنگ آباد (دکن) کے باغ میں مالی تھا۔ ذات کا ڈھیڈ جو بہت نیچ قوم خیال کی جاتی ہے۔ قوموں کا امتیاز مصنوعی ہے اور رفتہ رفتہ نسلی ہو گیا ہے۔ سچائی، نیکی، حُسن کسی کی میراث نہیں۔ یہ خوبیاں نیچی ذات والوں میں بھی ایسی ہی ہوتی ہیں۔ جیسی اونچی ذات والوں میں:

قیس ہو کوہ کن ہو یا حالؔی
عاشقی کچھ کسی کی ذات نہیں

مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ میں نے اپنے بنگلے کے سامنے چمن بنانے کا کام نام دیو کے سپرد کیا۔ میں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی۔ اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا، لکھتے لکھتے کبھی نظر اُٹھا کر دیکھتا تو نام دیو کو ہمہ تن اپنے کام میں مصروف پاتا۔ بعض دفعہ اس کی حرکتیں دیکھ کر بہت تعجب ہوتا۔ مثلاً کیا دیکھتا ہوں کہ نام دیو ایک پودے کے سامنے بیٹھا اس کا تھانولا صاف کر رہا ہے۔ تھانولا صاف کر کے حوض سے پانی لیا اور آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کیا۔ پانی ڈال کر ڈول درست کیا اور ہر رُخ سے پودے کو مُڑ مُڑ کر دیکھا۔ پھر اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر اُسے دیکھنے لگا۔ دیکھتا جاتا تھا اور مُسکراتا اور خوش ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوئی اور خوشی بھی۔ کام اسی وقت ہوتا ہے جب اُس میں لذّت آنے لگے۔ بے مزہ کام نہیں بیگار ہے۔

اَب مجھے اس سے دلچسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھا کرتا۔ مگر اسے کچھ خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے یا اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے؟ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے پودوں اور پیڑوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی طرح ان کی پرورش اور نگہداشت کرتا۔ ان کو سرسبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا' ان کو پیار کرتا' جھک جھک کے دیکھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا ان سے چپکے چپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے اور پھولتے اس کا دل بھی بڑھتا اور پھولتا تھا۔ ان کو توانا اور ٹانٹا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے میں اتفاق سے کیڑا لگ جاتا یا کوئی اور روگ پیدا ہو جاتا تو اُسے بڑی فکر ہوتی۔ بازار سے دوائیں لاتا۔ باغ کے داروغہ یا مجھ سے کہہ کر منگاتا۔ دن بھر اسی میں لگا رہتا اور اس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہمدرد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اُسے بچا لیتا اور جب تک وہ تندرست نہ ہو جاتا اُسے چین نہ آتا۔ اس کے لگائے ہوئے پودے ہمیشہ پروان چڑھے اور کبھی کوئی پیڑ ضائع نہ ہوا۔

باغوں میں رہتے رہتے اُسے جڑی بوٹیوں کی بھی شناخت ہو گئی تھی۔ خاص کر بچوں کے علاج میں اُسے بڑی مہارت تھی۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس بچوں کے علاج کے لئے آتے تھے وہ اپنے باغ ہی میں سے جڑی بوٹیاں لا کر بڑی شفقت اور غور سے ان کا علاج کرتا۔ کبھی کبھی دوسرے گاؤں والے بھی اُسے علاج کے لئے بُلا لے جاتے۔ بلا تامل چلا جاتا' مفت علاج کرتا اور کبھی کسی سے کچھ نہیں لیتا تھا۔

وہ خود بھی بہت صاف ستُھرا رہتا تھا اور ایسا ہی اپنے چمن کو بھی رکھتا۔ اس قدر پاک صاف جیسے رسوئی کا چوکا۔ کیا مجال جو کہیں گھاس پھونس یا کنکر پتھر پڑا رہے۔ روشیں با قاعدہ، تھانولے درست' سنچائی اور شاخوں کی کاٹ چھانٹ وقت پر' جھاڑنا بُہارنا' صبح شام روزانہ۔ غرض سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا۔

باغ کے داروغہ (عبدالرحیم خاں فینسی) خود بھی بڑے کارگزار اور مستعد شخص ہیں اور دوسروں سے بھی کھینچ تان کر کام لیتے ہیں۔ اکثر مالیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ ذرا بھی نگرانی میں ڈھیل ہوئی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے یا بیڑی پینے لگے یا سایے میں جا لیٹے۔ عام طور پر انسان فطرتاً کاہل اور کام چور واقع ہوا ہے۔ آرام طلبی ہم میں کچھ موروثی ہو گئی ہے۔ لیکن نام دیو کو کبھی کچھ کہنے سُننے کی نوبت نہ آئی۔ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنے کام میں لگا رہتا۔ نہ ستائش کی تمنا نہ صلے کی پروا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں اور باولیوں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ ایسے نڈھال اور مُرجھائے ہوئے تھے جیسے دق کی بیمار۔ لیکن نام دیو کا چمن ہرا بھرا تھا اور وہ دُور دُور سے ایک ایک گھڑا پانی کا اُٹھا کے لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ یہ وہ وقت تھا کہ قحط نے لوگوں کے اوسان خطا کر رکھے تھے اور انہیں پینے کو پانی مشکل سے میسر آتا تھا۔ مگر یہ خدا کا بندہ کہیں نہ کہیں سے لے ہی آتا اور اپنے پودوں کی پیاس بُجھاتا' جب پانی کی قلت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھوڈھو کے لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا' یوں سمجھئے کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی۔ لیکن یہی گدلا پانی پودوں کے حق میں آبِ حیات تھا۔

میں نے اس بے مثل کارگزاری پر اُسے انعام دینا چاہا تو اُس نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاید اس کا کہنا ٹھیک تھا کہ اپنے بچوں کے پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مستحق نہیں ہوتا۔ کیسی ہی تنگی ترشی ہو تو وہ ہر حال میں کرنا ہی پڑتا ہے۔

جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اورنگ آباد کی خوش آب و ہوا میں باغ لگانے کا خیال ہوا تو یہ کام ڈاکٹر سید سراج الحسن (نواب سراج یار جنگ بہادر) ناظمِ تعلیمات کو تفویض ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ذوقِ باغ بانی مشہور تھا۔ مقبرہ رابعہ دورانی اور اس کا باغ جو اپنی ترتیب و تعمیر کے اعتبار سے مغلیہ باغ کا بہترین نمونہ ہے' مدت سے ویران اور سنسان پڑا تھا' وحشی جانوروں کا مسکن تھا اور جھاڑ جھنکار سے پٹا پڑا تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی بدولت سرسبز و شاداب اور آباد نظر آتا ہے۔ اب دور دور سے لوگ اُسے دیکھنے آتے اور سیر و تفریح سے محظوظ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کو آدمی پرکھنے میں بھی کمال تھا۔ وہ نام دیو کے بڑے قدر دان تھے۔ اسے مقبرے سے شاہی باغ میں لے گئے۔ شاہی باغ آخر شاہی باغ تھا۔ کئی کئی نگرانِ کار اور بیسیوں مالی اور مالی بھی کیسے کیسے' ٹوکیو سے جاپانی' تہران سے ایرانی اور شام سے شامی آئے تھے۔ ان کے بڑے ٹھاٹ تھے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی اپج تھی۔ وہ شاہی باغ کو حقیقت میں شاہی باغ بنانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی نام دیو کا وہی رنگ تھا۔ اس نے نہ فنِ باغ بانی کی کہیں تعلیم پائی تھی اور نہ اس کے پاس کوئی سند یا ڈپلومہ تھا۔ البتہ کام کی دُھن تھی۔ کام سے سچا لگاؤ تھا اور اسی میں اس کی جیت تھی۔ شاہی باغ میں بھی اسی کا کام مہا کاج رہا۔ دوسرے مالی لڑتے جھگڑتے' سیندھی شراب پیتے' یہ نہ کسی سے لڑتا جھگڑتا نہ سیندھی شراب پیتا۔ یہاں تک کہ کبھی بیڑی بھی نہ پی۔ بس یہ تھا اور اس کا کام۔

ایک دن نہ معلوم کیا بات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی یورش ہوئی۔ سب مالی بھاگ کر چھپ گئے۔ نام دیو کو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہو رہا ہے؟ وہ اپنے کام میں لگا رہا اسے کیا معلوم تھا کہ قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے۔ مکھیوں کا غضبناک جھلڑ اس غریب پر ٹوٹ پڑا۔ اتنا کاٹا اتنا کاٹا کہ بے دم ہو گیا۔ آخر اسی میں جان دیدی۔ میں کہتا ہوں اُسے شہادت نصیب ہوئی۔

وہ بہت سادہ مزاج بھولا بھالا اور منکسر المزاج تھا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی تھی۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے جھک کے ملتا۔ غریب تھا اور تنخواہ بھی کم تھی' اس پر بھی اپنے غریب بھائیوں کی بساط سے بڑھ کر مدد کرتا رہتا تھا۔ کام سے عشق تھا اور آخر کام کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔

گرمی ہو یا جاڑا' دھوپ ہو یا سایہ وہ دن رات برابر کام کرتا رہا۔ اسے کبھی یہ خیال نہ آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے۔ اسی لئے اسے اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا۔ وہ یہ باتیں جانتا ہی نہ تھا۔ اُسے کسی سے بیر تھا نہ جلاپا۔ وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا' وقت پر کام کرتا' آدمیوں' جانوروں' پودوں کی خدمت کرتا' لیکن اُسے یہ کبھی احساس نہ ہوا کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ نیکی اسی وقت تک نیکی ہے' جب تک آدمی کو یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کوئی نیک کام کر رہا ہے۔ جہاں اس نے یہ سمجھنا شروع کیا' نیکی نیکی نہیں رہتی۔

جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے اور بڑا آدمی کسے کہتے ہیں؟ ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے۔ اس صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ درجہ کمال تک نہ کبھی کوئی پہنچا ہے نہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن وہاں تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان انسان بنتا ہے۔ یہ سمجھو کندن ہو جاتا ہے۔

(چند ہم عصر)

مشق

ا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیجئے۔

(الف) کسی پودے کو کیڑا لگ جاتا تو نام دیو کیا کرتا؟

(ب) نام دیو بچوں کے علاج کے لئے ادویات کہاں سے حاصل کرتا؟

(ج) پانی کی قلت کے زمانے میں نام دیو پودوں کو کیسے سیراب کرتا؟

(د) مصنف نے نام دیو کو انعام کی پیش کش کی تو اس نے کیوں انعام قبول کرنے سے انکار کر دیا؟

(ہ) نیکی کب تک نیکی رہتی ہے؟

(و) نام دیو کی موت کیسے ہوئی؟

۲۔ سبق ''نام دیو مالی'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کی تذکیر و تانیث واضح ہو جائے۔

میز ۔ ڈول ۔ حوض ۔ کیچڑ

۴۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے۔

شناخت ۔ روش ۔ مستحق ۔ اعتبار ۔ یورش

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔

مصروف ۔ بیمار ۔ درست ۔ توانا ۔ پاک ۔ کاہل ۔ ویران ۔ نیکی

۶۔ مندرجہ ذیل کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

آفت ٹوٹ پڑنا ۔ اوسان خطا ہونا ۔ بے دم ہو جانا ۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا

۷۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

سیوا ۔ جتن ۔ تامل ۔ مجال ۔ تلف ۔ تفویض ۔ ٹھاٹ

۸۔ نام دیو مالی کے کردار کے حوالے سے اس کے چند اوصاف بیان کریں۔

سرگرمی

طلبہ سے "محنت میں عظمت ہے" کے موضوع پر تقریر کروائی جائے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو مولوی عبدالحق کی ادبی خدمات سے آگاہ کیا جائے۔

۲۔ طلبہ کو اسلوبِ نثر کی خصوصیات بتائی جائیں۔

۳۔ کامیابی کے لئے محنت و مشقت کی تلقین کی جائے اور محنت میں عظمت سے متعلق کوئی واقعہ طلبہ کو سنائیں۔

۴۔ سبق میں الطاف حسین حالی کا جو شعر آیا اُس کی وضاحت کریں۔